تحقیق وتنقید

محمد رفیق چودھری

جاوید احمد غامدی اور انکارِ حدیث

ہمارے زمانے میں فتنۂ انکارِ حدیث کی آبیاری کرنے والوں میں ایک نام جاوید احمد غامدی صاحب کا بھی ہے۔ موصوف اپنی چرب زبانی، لفاظی اور منطقی مغالطوں کے ذریعے اس فتنے کو ہوا دے رہے ہیں۔ اُن کو الیکٹرانک میڈیا، چند سرمایہ داروں کی توجہ اور سرکار دربار کی نوکری وسرپرستی حاصل ہے۔

میرے نزدیک غامدی صاحب نہ صرف منکرِ حدیث ہیں بلکہ اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب کے علمبردار ہیں۔ ان کے بارے میں، سال بھر سے مسلسل میں ماہنامہ 'محدث' میں لکھ رہا ہوں اور یہ تمام تحریریں ایک مستقل کتاب کتاب 'غامدی مذہب کیا ہے؟' کی صورت میں مطبوعہ شکل میں سامنے آچکی ہیں جس میں دلائل و براہین اور حوالہ جات کے ساتھ اس فتنۂ تازہ کا علمی تعاقب کیا گیا ہے۔

غامدی صاحب کے منکرِ حدیث ہونے کے کئی وجوہ ہیں۔ وہ اپنے من گھڑت اُصولِ حدیث رکھتے ہیں۔ حدیث وسنت کی اصطلاحات کی معنوی تحریف کرتے ہیں اور ہزاروں اَحادیثِ صحیحہ کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔

حدیث وسنت کے بارے میں ان کے انوکھے نظریات کی فہرست کافی طویل ہے لیکن ہماری موجودہ گفتگو 'سنت' کے اصطلاحی مفہوم تک محدود رہے گی۔ باقی مباحث ان شاء اللہ محدث کے آئندہ شماروں میں بیان کئے جاتے رہیں گے۔

☜ 'سنت' کی اصطلاح کا مفہوم بدلتے ہوئے غامدی صاحب لکھتے ہیں:

> ''سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبیﷺ نے اس کی تجدید واصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے۔قرآن میں اس کا حکم آپ کے لئے اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ﴾ (النحل ۱۲۳)

''پھر ہم نے تمہیں وحی کی کہ ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو جو بالکل یکسو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔'' (میزان:ص۱۰، اپریل ۲۰۰۲ء، لاہور؛ اُصول ومبادی:ص ۱۰، فروری ۲۰۰۵ء، لاہور)

اسلامی شریعت میں 'سنت' کی اصطلاح کا کیا مفہوم ہے؟ یہ اصطلاح چودہ صدیوں سے اُمتِ مسلمہ کے ہاں کن معنوں میں مستعمل ہے؟ اور غامدی صاحب اس اصطلاح سے اپنا کیا مفہوم نکال رہے ہیں اور اس بارے میں قرآنِ مجید کی جس آیت سے وہ دلیل پیش کررہے ہیں، وہ کہاں تک صحیح دلیل ہے؟ اس پر بعد میں گفتگو کی جائے گی۔ سردست ہمیں ان کے اس اندازِ بیان اور طرزِ کلام کے حوالے سے کچھ عرض کرنا ہے جو اُنہوں نے سنت کا مطلب بیان کرتے ہوئے اختیار فرمایا ہے: ''سنت سے ہماری مراد یہ ہے......''

غامدی صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ 'سنت' ایک اسلامی شرعی اصطلاح ہے جو اپنا ایک مسلّمہ اور متعین مفہوم رکھتی ہے۔ یہ مقدس اصطلاح کسی کی ذاتی جاگیر نہیں کہ کوئی شخص اُٹھ کر اپنے جی سے، جو چاہے اس سے مراد لیتا پھرے۔ معاف کیجئے، یہ اندازِ کلام اس طرح کا ہے جیسے کوئی سرپھرا شخص یوں دعویٰ کرے کہ

- ''نماز (اقامتِ صلوٰۃ) سے 'ہماری مراد' دینِ موسوی کی وہ روایت ہے......''
- ''روزے (صوم) سے 'ہماری مراد' دین عیسوی کی وہ روایت ہے......''
- ''حج سے 'ہماری مراد' دین سلیمانی کی وہ روایت ہے......''
- ''زکوٰۃ سے 'ہماری مراد' دین داؤدی کی وہ روایت ہے......''
- ''صحیح حدیث سے 'ہماری مراد' وہ خبر یا اطلاع ہے جو کبوتر یا ہُدہُد کے ذریعے موصول ہو۔''
- ''مجتہد سے 'ہماری مراد' ایسا شخص ہے جو انتہائی کوشش اور جدوجہد کے بعد ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی پر چڑھ جائے۔
- ''فقہ سے 'ہماری مراد' وہ علم ہے جو کسی شخص کو بگلے کی طرح پانی میں ایک ٹانگ پر کھڑا ہوکر غوروفکر کرنے کے بعد حاصل ہو۔''

www.KitaboSunnat.com

* ''مفتی سے 'ہماری مراد' وہ آدمی ہے جو سرکاری خرچ پر مفت حج کر کے آئے۔''
* ''خلیفہ سے 'ہماری مراد' لکھنؤ کا حجام ہے۔''

کیا ایسے سرپھرے شخص کے ان دعاوی کو کوئی معقول آدمی تسلیم کرسکتا ہے؟ کیا ایک مسلمان معاشرے میں اس طرح کے تَلعُّب بالدین اور اسلامی اصطلاحات سے کھیل مذاق کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ غامدی صاحب! ہوش کے ناخن لیں۔ آپ یہ لوگوں کو دین سمجھا رہے ہیں یا اپنی ہوائے نفس کا اظہار فرما رہے ہیں؟ ؏

تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

دین کی اصطلاحات کے مسلّمہ معانی و مفاہیم بدلنا ہمارے ہاں کے منکرین حدیث کی پرانی عادت ہے۔ مشہور منکرِ حدیث پرویز صاحب نے بھی بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے اپنی تحریروں میں یہ حربہ اختیار کیا ہے۔ اُنہوں نے صلوٰۃ، زکوٰۃ، جنت، جہنم، جنات، آدم، ملائکہ، حتیٰ کہ 'اللہ و رسول' کے مسلّمہ اصطلاحی مطالب بدل ڈالے جس کے سبب پاکستان بھر کے ڈیڑھ ہزار علماے کرام اپنے دستخطوں کے ساتھ اُن پر کفر کا فتویٰ لگانے پر مجبور ہوئے۔

دینی اصطلاحات کے مسلّمہ معنی و مفہوم کو بدل ڈالنا ایک عظیم گمراہی ہے، شرارت ہے، فتنہ ہے اور اِلحاد و زندقہ ہے۔ خود غامدی صاحب کے اُستاد اور اُستاذ الاستاذ جن کا شاگرد کہلانا وہ اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں اور جن کی فکر کے وہ علمبردار بنتے ہیں، ایسی شنیع حرکت کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر 'تدبر قرآن' کے 'مقدمہ' میں لکھتے ہیں:

> ''اُمت کے جس تواتر نے قرآنِ کریم کو ہم تک منتقل کیا ہے، اسی تواتر نے دین کی تمام اصطلاحات کا عملی مفہوم بھی ہم تک منتقل کیا ہے۔ اگر فرق ہے تو یہ فرق ہے کہ ایک چیز قولی تواتر سے منتقل ہوئی ہے، دوسری چیز عملی تواتر سے۔ اس وجہ سے اگر قرآنِ مجید کو ماننا ہم پر واجب ہے تو ان ساری اصطلاحات کی اس عملی صورت کو ماننا بھی واجب ہے جو سلف سے خلف تک بالتواتر منتقل ہوئی ہیں۔'' (مقدمہ 'تدبر قرآن': جلد اوّل ص ۲۹، مطبوعہ ۱۹۸۳ء)

پھر دینی اصطلاحات کے مطالب بدلنے کو مولانا اصلاحی 'منکرینِ حدیث کی جسارت' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

''منکرین حدیث کی یہ جسارت کہ وہ صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ اور عمرہ وقربانی کا مفہوم بھی اپنے جی سے بیان کرتے ہیں اور اُمت کے تواتر نے ان کی جو شکل ہم تک منتقل کی ہے، اس میں ہوائے نفس کے مطابق ترمیم وتغیر کرنا چاہتے ہیں، صریحاً خود قرآنِ مجید کے انکار کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ جس تواتر نے ہم تک قرآن کو منتقل کیا ہے، اسی تواتر نے ان اصطلاحات کی عملی صورتوں کو بھی ہم تک منتقل کیا ہے۔ اگر وہ اُن کو نہیں مانتے تو پھر خود قرآن کو ماننے کے لئے بھی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اصطلاحات کے معاملے میں تنہا لغت پر اعتماد بھی ایک بالکل غلط چیز ہے۔'' (مقدمہ 'تدبر قرآن': جلد اوّل، ص ۲۹، مطبوعہ ۱۹۸۳ء)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا اصلاحی کے نزدیک کسی دینی اصطلاح کے معنی بدلنے کا مطلب اس کا انکار ہے۔ اس بنا پر غامدی صاحب کا 'سنت' کی اصطلاح کے معنی بدلنا 'سنت' کا انکار ہے۔ اس لئے وہ اپنے استاد کے اُصول کے مطابق منکر حدیث وسنت قرار پاتے ہیں۔

آگے چل کر مولانا اصلاحی نے اس بارے میں اپنے اُستاد مولانا فراہیؒ کا یہ مسلک لکھا ہے کہ ''ان دینی اصطلاحات کے بارے میں مولانا فراہی اپنے مقدمہ تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اسی طرح تمام اصطلاحاتِ شرعیہ مثلاً نماز، زکوٰۃ، جہاد، روزہ، حج، مسجدِ حرام، صفا، مروہ اور مناسکِ حج وغیرہ اور اُن سے جو اعمال متعلق ہیں، تواتر وتوارث کے ساتھ سلف سے لے کر خلف تک سب محفوظ رہے۔ اس میں جو معمولی جزوی اختلافات ہیں، وہ بالکل ناقابل لحاظ ہیں ...... پس جب ایسے اصطلاحی الفاظ کا معاملہ پیش آئے جن کی پوری حدو تصویر قرآن میں نہ بیان ہوئی ہو تو صحیح راہ یہ ہے کہ جتنے حصے پر تمام اُمت متفق ہے، اتنے پر قناعت کرو۔''

(مقدمہ 'تدبر قرآن': جلد اوّل/ص ۲۹، ۳۰، مطبوعہ ۱۹۸۳ء)

میں نے اس مقام پر دانستہ طور پر مولانا اصلاحی اور مولانا فراہی کی تحریروں کے اقتباسات دیئے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ غامدی صاحب پوری اُمتِ مسلمہ میں سے صرف انہی دو حضرات کو علما سمجھتے ہیں اور اِن کو 'آسمان' کا درجہ دیتے ہیں۔ باقی علماے اُمت کو وہ 'خاک' کے برابر سمجھتے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے اپنی کتاب 'مقامات' میں لکھا ہے:

''میں نے بھی بہت عالم دیکھے، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا لیکن امین احسن اور اُن کے اُستاد حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

غالبؔ نکتہ داں سے کیا نسبت خاک کو آسماں سے کیا نسبت

(مقامات: صفحہ ۵۷، ۵۸، طبع دسمبر ۲۰۰۱ء، لاہور)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غامدی صاحب ان دونوں حضرات کے مسلک کے خلاف بھی اپنے کچھ ذاتی نظریات رکھتے ہیں اور محض مفاد کے حصول کے لئے ان حضرات سے اپنی شاگردی کا دعویٰ کرتے، ان سے نسبت جوڑتے اور ان کا نام غلط طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ عورت کے پردہ، مجسمہ سازی، موسیقی، داڑھی، عورت کی امامت، جہاد، مسئلہ تکفیر، یاجوج ماجوج اور غیر مسلم سے عورت کا نکاح جیسے بیسیوں مسائل و اُمور ہیں جن میں شاگرد کا اپنے اُستادوں سے اختلاف ہے۔ پھر نہ صرف مسائل میں بلکہ اُصول دین میں بھی واضح اختلاف موجود ہے۔

☜ اب اصل بحث کی طرف آئیے:

غامدی صاحب نے 'سنت' کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی ہے جبکہ 'سنت' کی ابتدا تمام علماے اُمت کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوتی ہے، اسی لئے اسے 'سنت رسولؐ' کہا جاتا ہے نہ کہ ...... 'دین ابراہیمی کی روایت'

سنت کا خودساختہ مفہوم لینے کے لئے غامدی صاحب سورۃ النحل کی درج ذیل آیت پیش کرتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ‌ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ (النحل:۱۲۳)

''پھر ہم نے (اے نبیؐ!) تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کریں جو یکسو تھے اور شرک کرنے والے نہ تھے۔''

مگر اس آیت سے غامدی صاحب نے جو استدلال کیا ہے، وہ قرآن کی معنوی تحریف کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ

① مذکورہ آیت میں بلا شبہ مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ یعنی دین ابراہیمؑ کا ذکر آیا ہے کیونکہ مِلَّة کے معنی دین کے ہیں۔ مگر اس آیت سے 'دین ابراہیم کی روایت' کیسے برآمد ہوگئی؟ اور یہ کس چڑیا کا نام ہے......؟ یہ روایت کا مفہوم آیت کے کس لفظ سے نکلتا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

④ مذکورہ آیت میں بے شک نبی ﷺ کو 'ملتِ ابراہیم' یعنی 'دین ابراہیمی' کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے مگر اس آیت میں یہ بات کہاں ہے کہ اس کی پیروی کرتے ہوئے نبی ﷺ اس دین ابراہیم کی تجدید و اصلاح بھی فرمائیں، اس میں اپنی طرف سے اضافے بھی کر دیں، اور پھر جو کچھ تیار ہو جائے، اسے اپنے ماننے والوں میں 'دین کی حیثیت سے جاری' فرما دیں؟''

یہ سارا مفہوم غامدی صاحب کے اپنے ذہن کی اُپج ہے جسے اُنہوں نے آیت کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنے ذاتی خیالات کو قرآنِ مجید کی عبارت میں پڑھنے کی عمدہ مثال قائم کر دی ہے جو ٹھیک ٹھیک مذموم تفسیر بالرائے اور قرآن کی معنوی تحریف ہے۔

قرآنی آیات کی معنوی تحریف کر کے ان سے اپنے من پسند نظریات برآمد کرنا دوسرے منکرین حدیث کی طرح غامدی صاحب کی بھی عادت ہے۔ اس حوالے سے ہم نے بہت سی مثالیں اپنی کتاب 'غامدی مذہب کیا ہے؟' میں پیش کر دی ہیں۔

آیت میں مِلَّة کا لفظ آیا ہے جس کے معنی دین اور مذہب کے ہیں۔ مشہور عربی لغت لسان العرب میں ہے: المِلَّة: 'الدين' كمِلَّة الاسلام والنَّصرانية واليهودية

''ملت کے معنی دین کے ہیں جیسے دین اسلام، نصرانیت (عیسائیت) کا دین، یہودیت کا دین۔'' (لسان العرب از ابن منظور: زیر مادّہ 'ملل')

قرآنِ مجید میں بھی مِلَّة کا لفظ دین اور مذہب کے معنوں میں آیا ہے، مثال کے طور پر درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

① ﴿وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ﴾ (البقرۃ:۱۲۰)

''اور یہودی اور عیسائی تجھ سے اُس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تو اُن کا 'مذہب' اختیار نہ کرے۔''

② قومِ شعیبؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا: ﴿قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَنُخۡرِجَنَّكَ يٰشُعَيۡبُ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَكَ مِنۡ قَرۡيَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوۡ كُنَّا كٰرِهِيۡنَ ۞ قَدِ افۡتَرَيۡنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنۡ عُدۡنَا فِىۡ مِلَّتِكُمۡ بَعۡدَ اِذۡ نَجّٰٮنَا اللّٰهُ مِنۡهَا﴾ (الاعراف:۸۸،۸۹)

www.KitaboSunnat.com

''اُس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا: اے شعیبؑ ! ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں، اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے 'مذہب' میں واپس آنا ہوگا۔'' شعیبؑ نے کہا: ''اگر ہم تمہارے 'مذہب' سے بیزار ہوں تو کیا پھر بھی تمہاری بات مان لیں۔ ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہوں گے اگر ہم تمہارے 'مذہب' میں لوٹ آئیں۔ کیونکہ اللہ ہمیں اس سے بچا چکا ہے۔''

③ ایک مقام پر نبی ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے بارے میں یہ کہیں:

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الانعام:۱۶۱)

''کہہ دیجئے کہ میرے ربّ نے مجھے سیدھا راستہ بتا دیا ہے۔ وہی صحیح دین جو ابراہیمؑ کا دین تھا جو کہ موحد تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔''

واضح ہوا کہ اس جگہ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ کا بدل ہے: دِیْنًا قِیَمًا اور اُس کا بدل ہے مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ اور تینوں کا مطلب ہے 'دین اسلام'!

④ ﴿وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرۃ:۱۳۰)

''اور ایسا کون ہے جو ابراہیمؑ کے 'دین' سے منہ موڑے؟ سوائے اس شخص کے جس نے اپنے آپ کو احمق بنا لیا ہو۔''

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مِلَّة کے معنی دین اور مذہب کے ہیں مگر غامدی صاحب نے مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ کے معنی ابراہیمؑ کا دین، لینے کی بجائے اس کے معنی 'دین ابراہیم کی روایت' کرکے دوسروں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح وہ جس آیت سے اپنی 'سنت' (دین ابراہیم کی روایت) کا مفہوم کشید کرتے ہیں، اس میں سرے سے یہ معنی موجود نہیں ہیں۔

❁ حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاے کرام کا دین تو ایک ہی تھا مگر شریعتیں الگ الگ تھیں، اس کی دلیل خود قرآن مجید میں ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے تم میں سے ہر اُمت کے لئے الگ شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تم سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا۔'' (المائدۃ:۴۸)

غامدی صاحب کے اُستاد مولانا امین احسن اصلاحی بھی اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ تمام نبیوں اور اُن کی اُمتوں کے لئے ایک ہی دین تھا لیکن سب کی شریعت الگ الگ تھی۔ چنانچہ وہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ''مختلف اُمتوں کی شریعت کے اختلاف کی حکمت'' کے عنوان کے ساتھ لکھتے ہیں کہ

''جہاں تک دین کے حقائق کا تعلق ہے، وہ ہمیشہ سے غیر متغیر ہیں اور غیر متغیر ہی رہیں گے لیکن شریعت کے ظواہر و رسوم ہر اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ مقرر فرمائے تا کہ یہ چیز اُمتوں کے امتحان کا ذریعہ بنے۔'' (تدبر قرآن: جلد دوم/ص ۵۳۵، مطبوعہ ۱۹۸۳ء، لاہور)

قرآن نے یہ حقیقت کئی مقامات پر واضح کی ہے کہ تمام انبیاے کرام کا ایک ہی دین تھا۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کی اُمت کے لئے وہی دین مقرر ہے جو حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا دین تھا اور اسی دین کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (الشوریٰ:۱۳)

''اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور اے نبیؐ! اسی دین کی وحی ہم نے آپؐ کی طرف کی ہے اور اسی پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

ایک اور مقام پر اٹھارہ انبیاے سابقین (نوح، ابراہیم، اسحٰق، اسمٰعیل، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، داؤد، سلیمان، ایوب، زکریا، یحییٰ، الیاس، الیسع، یونس، لوط اور عیسیٰ علیہم السلام) کا ذکر کر کے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپؐ ان کی ہدایت یعنی دین کی پیروی کریں:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ * اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام:۸۹،۹۰)

'' یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب دی، حکومت بخشی اور نبوت عطا کی۔ اب اگر یہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ (مکے والے قریش) ہماری نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں تو ہم نے ان کی بجائے ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں جو ان نعمتوں کی ناشکری کرنے والے نہیں۔(اے نبیؐ!) پہلے نبیوں کو بھی اللہ نے ہدایت بخشی، لہٰذا آپؐ بھی ان کی ہدایت (دین) کی پیروی کریں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ صرف ابراہیم کے دین کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ تمام انبیاے کرام کی ہدایت اور دین کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ سب کا دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے جو سراپا ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح اور سچا دین بھی صرف اسلام ہی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿إنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الإسْلَامُ﴾ (آلِ عمران:۱۹)

''بے شک اللہ کے نزدیک (سچا) دین صرف اسلام ہے۔''

بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ آخرت میں صرف دین اسلام مقبول دین ہوگا اور اس کے ماسوا کوئی اور دین مقبول نہ ہوگا:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آلِ عمران:۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے دین کو ہرگز قبول نہ کرے گا اور وہ شخص آخرت میں گھاٹے میں رہے گا۔''

تمام انبیاے کرام کا دین اسلام رہا اور سب کی تعلیمات میں درج ذیل اُمور مشترک تھے:

وجودِ باری تعالیٰ، عقیدۂ توحید، عقیدۂ نبوت ورسالت، عقیدۂ آخرت، فرشتوں پر ایمان، آسمانی کتب پر ایمان، ایک اللہ کی عبادت (نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی وغیرہ)، حقوق العباد (جیسے والدین سے حسن سلوک) اور اچھے اخلاق (جیسے سچ بولنا، جھوٹ نہ بولنا وغیرہ)

گویا سب کے ہاں اسلام کے بنیادی عقائد واعمال یکساں تھے، لیکن سب کی شریعتیں جدا جدا تھیں۔حتیٰ کہ قبلہ تک مختلف تھا جس کی طرف نماز پڑھنے سے ان کی نماز درست ہوسکتی تھی:

﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرۃ:۱۴۸)

''اور ہر مذہبی گروہ کا اپنا ایک قبلہ ہے جس کی طرف منہ کر کے وہ عبادت کرتا ہے مگر تم لوگ نیکی کی راہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔''

www.KitaboSunnat.com

ان تمام تصریحات کے بعد یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ النحل کی مذکورہ آیت میں حضرت محمدﷺ کو جس دین ابراہیمی کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ وہی دین ہے جو تمام انبیاے کرام کا مشترکہ دین ہے۔ اس میں صرف دین ابراہیمی کی خصوصیت یا تخصیص نہیں ہے بلکہ قرآن میں دوسرے انبیاے کرام کا ذکر کر کے ان کی ہدایت اور دین کی اقتدا اور پیروی کرنے کا حکم بھی نبیﷺ کو دیا گیا ہے۔ مگر غامدی صاحب دین ابراہیمی کو جو تمام انبیا کرام کا دین ہے اس کو پہلے 'دین ابراہیمی کی روایت' کا نام دیتے ہیں اور پھر اسے 'سنت' کا نام دے ڈالتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حضرت محمدﷺ کی بعثت کے وقت مکے میں دین ابراہیمی کی کون سی روایت موجود تھی جس کی پیروی کا حکم آپؐ کو دیا گیا تھا؟ وہاں تو قریش کی وہ حالت تھی جسے دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے اور وہ لوگ تو شرک، بت پرستی، گمراہی اور اوہام پرستی میں مبتلا تھے۔ جاہلیت کے جو معاشرے توحید کا بنیادی عقیدہ چھوڑ چکے تھے، اس کے ہاتھ دین ابراہیمی کی کون سی روایت سے محفوظ تھی۔ اگر دین ابراہیمی کی روایت سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو دین چلا آ رہا تھا تو یہ بات حقیقت کے سراسر خلاف ہے کیونکہ ان کا دین اپنی اصلی صورت میں حضرت محمدﷺ کے زمانے تک محفوظ نہیں رہا۔ کوئی معقول آدمی بقائمی ہوش وحواس اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نبی کا دین جب بگڑ جاتا ہے اور قوم اس کے دین کو فراموش کر بیٹھتی ہے تو اس دین کی یاددہانی کے لیے نئے نبی کی بعثت ہوتی ہے، لیکن اگر پہلے نبی کے دین کی روایت اپنی اصلی حالت میں موجود اور محفوظ ہو تو پھر کسی نئے نبی کی بعثت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی! اس سے معلوم ہوا کہ نبیﷺ کی بعثت کے وقت نہ صرف ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بگاڑ آ چکا تھا بلکہ آپ کے بعد آنے والے انبیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السام کے دین کو بھی لوگ بھلا بیٹھے تھے جبھی تو اس کی دعوت وتبلیغ کے لیے حضرت محمدﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔

پھر سورۃ النحل کی مذکورہ آیت میں حضرت محمدﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی

www.KitaboSunnat.com

پیروی کا حکم نہیں دیا گیا، کیونکہ ایک تو ان دونوں انبیا کی شریعتیں الگ الگ ہیں، دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کا عرب میں کوئی وجود نہ تھا جس کی پیروی کا حکم نبیﷺ کو دیا جاتا۔

اس لیے یہ بات قرآنِ مجید سے کہیں ثابت نہیں ہوتی کہ نبیﷺ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ دین ابراہیمی کی روایت میں پہلے وحی یا اجتہاد سے تجدید واصلاح فرمائیں، پھر اس میں کچھ اضافے کر دیں اور آخر میں اسے اپنے ماننے والوں پر دین کی حیثیت سے جاری فرما دیں اور اس کا نام 'سنت' رکھ دیں۔

غامدی صاحب کو میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ 'سنت' کی جو تعریف فرما رہے ہیں اور اس کا جو مفہوم مراد لے رہے ہیں، سنت کی یہی تعریف اور یہی مفہوم وہ پوری اُمت میں سے کسی ایک محدث، فقیہ یا مجتہد کے ہاں دکھا دیں اور اگر ان کی اس 'نادر فکر' اور 'نرالے اجتہاد' سے اُمت کا کوئی صاحبِ علم متفق نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو وہ اسلامی اصطلاحات کے مفاہیم بگاڑنے کا ٹھیکہ نہ لیں، خود گمراہ نہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ 'سبیل المؤمنین' کو اختیار کریں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ چونکہ غامدی صاحب

① سنت کی ابتدا حضرت محمدﷺ سے ماننے کی بجائے حضرت ابراہیمؑ سے مانتے ہیں۔

② 'سنت' کو تنہا نبیﷺ کی 'روایت' قرار دینے کی بجائے دو انبیاے کرام (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمدﷺ) کی مشترکہ روایت قرار دیتے ہیں۔

③ 'سنت' کی اسلامی اصطلاح کی متفقہ اور مسلمہ اجماعی تعریف اور مفہوم ...... یعنی شریعت کے وہ احکام جو رسول اللہﷺ کے قول، فعل یا تقریر (خاموش تائید) کے ذریعے ثابت ہوں...... کو چھوڑ کر اس کی وہ من گھڑت اور خود ساختہ تعریف کرتے ہیں اور اس سے اپنا من پسند مفہوم نکالتے ہیں۔

لہٰذا ہمارے نزدیک وہ منکرین حدیث کی صف میں کھڑے ہیں اور ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی 'منکر حدیث' ہیں۔　[جاری ہے]

www.KitaboSunnat.com